# تکملہ تفسیر کبیر تحقیقی و تجزیاتی مطالعہ

Completion of Tafseer e Kabir: A research and Analytical Study

*سجاد حسین

** ڈاکٹر حسین فاروق

*Abscert*

*The author of the under-discussion Tafseer "Mafateeh al Ghayb" is Fakhr-ud-Din Mohammed bin Umer bin Hussain who is commonly known as Imam Raazi. Imam Fakhr-ud-Din Raazi was born in 544 Hijri in Al-Ray, the famous territory of Iran. He followed beliefs of Imam Abul Hassan Asha'ri and defended them throughout his life while he was follower of Imam Shafe'I in Fiqh. He preferred and supported Shafe'I school of thought during his education work. He travelled several times for seeking knowledge and then for preaching against the beliefs of Motazilas and finally, he resided permanently at Afghanistan. His death was caused by the poison given to him by his opponents in Harat in 606 Hijri.*

*His book of Tafsir with title Mafateeh al Ghayb became the most famous of all his books and it got the fame of "Tafsir-e-Kabeer" The great Tafsir.*

*There has been found a conflict among the scholars of tafsir regarding the completion of Tafsir-e- Kabeer. Some scholars are of the view that it was compiled completely by imam Razi whereas the other group of scholars stands firm that this interpretation was not compiled completely by Imam Razi. It was rather accomplished by his disciples Imam Qamoli and Khowi.*

*The present research centers round the different opinions regarding the completion of Tafseer Kabir. In the light of these views there would be an objective analysis which would lead to decisive results-*

..............................................................................................................................................

*پی ایچ ڈی ریسرچ سکالر، شعبہ اسلامک تھیالوجی، اسلامیہ کالج پشاور

** اسسٹنٹ پروفیسر شعبہ اسلامک تھیالوجی، اسلامیہ کالج پشاور

زیر بحث تفسیر "مفاتیح الغیب" کے مصنف فخر الدین محمد بن عمر بن حسین ہیں جو کہ امام رازیؒ کے نام سے مشہور ہیں۔ امام فخر الدین رازی ایران کے مشہور علاقہ "الری" میں 544ھ میں پیدا ہوئے۔ آپ عقائد میں امام ابو الحسن اشعریؒ کے نظریات کے پابند تھے اور عمر بھر انہی کا دفاع کیا جبکہ فروع میں امام شافعیؒ کے پیروکار تھے اور اپنی تعلیمی مساعی میں مسلکِ شافعی ہی کو ترجیح و تقویت پہنچائی۔ حصول علم اور معتزلہ کے عقائد کے خلاف تبلیغ کے لئے کئی سفر کیے اور بالآخر ہرات افغانستان میں مستقل سکونت اختیار کرلی۔ اور ہرات ہی میں مخالفین کی طرف سے زہر کھلائے جانے سے 606ھ میں آپ اس دار فانی سے رخصت ہوئے۔

امام رازیؒ علوم اسلامیہ میں منفرد مقام و مرتبے کے حامل ہیں۔ آپ بیک وقت مفسر، محدث، اصولی، فقیہ، متکلم، فلسفی، صوفی اور طبیب تھے۔ علوم عقلیہ اور نقلیہ میں مہارت و ثقاہت رکھتے تھے۔ نوے 90 کے لگ بھگ عمدہ کتب کے مصنف ہیں۔ جن میں سے بیشتر زیور طباعت سے آراستہ ہو چکی ہیں مگر ان سب میں آپ کی تفسیر "مفاتیح الغیب" نے بہت شہرت پائی اور تفسیر کبیر کے نام سے مشہور ہوئی۔ جو کہ روایت و درایت کے حسین امتزاج کا بہترین نمونہ ہے۔

**تکملہ تفسیر رازی**

تفسیر کبیر کے تکملہ کا موضوع قائلین و مانعین کے مابین موضوع اختلاف ہے۔ کچھ علماء کا کہنا ہے کہ تفسیر کبیر مکمل طور پر امام رازی کی تالیف کردہ ہے جبکہ ایک دوسری رائے یہ ہے کہ یہ تفسیر مکمل امام رازی نے تالیف نہیں کی بلکہ آپ کے بعد آپ کے شاگردوں بالخصوص امام قمولی اور امام خوئی نے مکمل کی ہے۔

تکملہ میں اختلاف کا اصل سبب وہ اقوال ہیں جو خود تفسیر کبیر کے اندر موجود ہیں جن میں اس بات کا اشارہ یا کبھی صراحت ملتی ہے کہ یہ تصنیف مکمل امام رازی کی نہیں۔ ان اقوال کا بھی ذکر کریں سب سے پہلے اس نکتہ میں اختلاف کرنے والے گروہوں کو اختصار سے ذکر کیے دیتے ہیں۔ ہم پہلے متقدمین کی آراء کا ذکر کریں گے۔

**متقدمین کی آراء:** علامہ ابن خلکان متوفی 681ھ لکھتے ہیں: له التصانيف في فنون عديدة جمع فيها كل غريب و غريبة ، وهو غريب جدا لكنه لم يكمله.[1]

علامہ حافظ شمس الدین ابن الداوٗدی متوفی 945ھ امام رازی کے بارے میں لکھتے ہیں: ومن تصانيفه التفسير الكبير لكنه لم يكمل، كذا فى مختصر تاريخ الذهبى سماه مفاتيح الغيب"۔[2] آپ

کی تصانیف میں تفسیر کبیر ہے، آپ نے اس کا نام مفاتیح الغیب رکھا، لیکن آپ اس کو مکمل نہ کر پائے۔ مختصر تاریخ الذھبی میں اسی طرح ہے۔

علامہ ابن العماد حنبلی متوفی 1089ھ امام رازی کے بارے میں لکھتے ہیں: "وقال ابن القاضی شهبة ومن تصانیفه تفسیر کبیر لم یتمه فی اثنا عشر مجلدا کبارا سماه "مفاتیح الغیب "[3] ۔ابن قاضی شہبہ کہتے ہیں کہ آپ کی تصانیف میں تفسیر کبیر ہے جو بڑی بارہ جلدوں میں ہے آپ نے اس کا نام مفاتیح الغیب رکھا لیکن آپ اس کو مکمل نہیں کر سکے۔

حاجی خلیفہ لکھتے ہیں: قال ابن خلکان: جمع فیه کل غریب، وهو کبیر جدا لم یکمله ، وصنف الشیخ نجم الدین احمد بن محمد بن محمد القمولی تکملة له و توفی مدة 727 سبع و عشرین وسبع مائة وقاضی القضاة شهاب الدین بن خلیل الخوئی الدمشقی کمل ما نقص منه ایضا وتوفی مدة 639 تسع و ثلاثین وستمائة واختصره برهان الدین محمد بن محمد النسفی المتوفی مدة 687 بسبع وثمانین وستمائة وسماه الواضح ولخصه ایضا محمد بن القاضی بابا ثلوغ والحق به بعضا من الفوائد وبعض تصرفات من عنده [4]-

معجم المطبوعات العربیۃ والمعربۃ میں ہے۔ قال ابن خلکان جمع فیه کل غریب، وهو کبیر جدا لم یکمله ، وصنف الشیخ نجم الدین احمد بن محمد بن محمد القمولی تکملة له و توفی سنة 777ھ والقاضی شهاب الدین بن محمد خلیل الخوئی الدمشقی کمل ما نقص منه وتوفی سنة 639ھ [5]

ڈاکٹر عبد الحلیم النجار نے مذاهب التفسیر الاسلامی کی تعلیقات میں لکھا ہے:" مات فخر الدین قبل ان یتم هذا الکتاب ، واکمله من بعده تلمیذه شمس الدین احمد بن خلیل الخوئي قاضی القضاة دمشق المتوفی637 ھ ،6 واختصره قاضی القضاة الاسکندریة المالکی ، محمد ابن ابی القاسم الربغی نسبة الی وادی ربعة التونسی المتوفی709بعنوان: التنویر فی التفسیر،مختصر التفسیر الکبیر،ومنه مخطوط فی المکتبة الأهلیة بباریسکتالوج 142، رقم 614 ۔ 619 فی خمسة اجزاء "

امام فخر الدین رازیؒ تفسیر کبیر کو مکمل کرنے سے پہلے فوت ہو گئے تھے، اور اس کی تکمیل آپ کے شاگرد شمس الدین احمد بن خلیلؒ متوفی 637ھ نے کی، موصوف دمشق کے قاضی القضاۃ تھے۔ اور اسکندریہ کے قاضی القضاۃ محمد بن ابی القاسمؒ متوفی 709ھ نے التنویر فی التفسیر، مختصر التفسیر الکبیر کے عنوان سے اس کی تلخیص کی ہے۔ پیرس کی لائبریری میں اس کا مخطوطہ پانچ جلدوں میں موجود ہے۔[7]

اس موقف پر آراء واقوال ذکر کرتے ہیں کہ شیخ نجم الدین احمد بن محمد القمولیؒ نے تفسیر کبیر کو مکمل کیا۔

شیخ تاج الدین السبکیؒ علامہ قمولیؒ کے بارے میں فرماتے ہیں: "وكان عارفا بالتفسير ،وله تكملة على تفسير الإمام فخرالدين" آپ عارف بالتفسیر تھے اور آپ نے تفسیر امام فخر الدین رازیؒ کا تکملہ لکھا ہے۔[8]

شیخ الاسلام علامہ حافظ ابن حجرؒ العسقلانی متوفی 854ھ علامہ قمولیؒ کے بارے میں فرماتے ہیں۔ وأكمل تفسير الإمام فخرالدين ، وكان ابن الوكيل يقول ما فى مصر أفقه منه ، مات فى رجب سنة 727ھ وهو من أبناء الثمانين ۔ [9] کہ آپ نے امام فخر الدینؒ رازی کی تفسیر کو مکمل کیا ہے۔ اور ابن الوکیلؒ فرماتے تھے کہ آپ سے بڑھ کر مصر میں کوئی فقیہ نہیں تھا، آپ رجب 727ھ میں فوت ہوئے۔ آپ آٹھویں صدی ہجری سے ہیں۔

علامہ ابن العماد حنبلیؒ لکھتے ہیں:وكمل تفسير ابن الخطيب۔[10] کہ آپ نے تفسیر امام رازیؒ کو مکمل کیا ہے۔

علامہ خیر الدین الزرکلیؒ لکھتے ہیں:وأكمل تفسير ابن الخطيب۔[11] آپ نے تفسیر امام رازیؒ کو مکمل کیا ہے۔

علامہ عمر رضا کحالہ لکھتے ہیں:من تصانيفه ... الخطيب۔ آپ کی تصانیف میں تکملہ تفسیر امام رازی بھی ہے۔[12]

معجم المطبوعات العربیۃ والمعربۃ میں ہے۔له تصانيف منها ... وكمل تفسير الفخرالرازى۔ آپ کی تصانیف میں یہ بھی ہے کہ آپ نے تفسیر امام فخر الدینؒ الرازی کو مکمل کیا ہے۔[13]

علامہ شبلی نعمانیؒ لکھتے ہیں:"امام رازیؒ اس کتاب کو پورا نہ کر سکے، ان کے بعد ایک اور فاضل نے بقیہ جلدیں تمام کیں، لیکن پوری تفسیر امام صاحب ہی کے نام سے مشہور ہے۔ یہاں تک کہ اکثر لوگوں کو اس واقعہ کا سرے سے علم ہی نہیں ہے، اور ہے تو یہ معلوم نہیں ہے کہ تکملہ لکھنے والے کون بزرگ تھے۔ ابن خلکان نے اس قدر لکھ کر چھوڑ دیا کہ امام صاحب نے یہ کتاب پوری نہیں کی۔ کشف الظنون میں لکھا ہے کہ شیخ نجم الدین احمد بن القمولی المتوفی 777ھ نے تکملہ لکھا اور قاضی القضاۃ شمس الدین احمد بن خلیل الخویی الدمشقی المتوفی 639ھ نے بھی تکملہ لکھا ہے اور اس کا نام "واضح" رکھا۔

اس التباس اور گمشدگی کی بڑی وجہ یہ ہوئی کہ تکملہ لکھنے والوں نے امام رازی کے طریقہ کو اس قدر محفوظ رکھا کہ ذرہ برابر فرق نظر نہیں آتا۔ امام رازی کا یہ مخصوص وصف ہے کہ مشکل سے مشکل مطلب کو اس قدر آسان اور سہل کر کے لکھتے ہیں کہ بچہ تک سمجھ سکتا ہو۔ اور اس خصوصیت میں تمام علمائے اسلام میں کوئی شخص ان کا

ہمسر نہیں ہو سکا۔ لیکن تفسیر کبیر کے تکملہ نگاروں نے اس طرز کو اس کمال تک پہنچایا کہ خود گم ہو گئے اور آج دنیا ان کی تحریر کو بھی امام رازیؒ کی تحریر سمجھ رہی ہے۔

یہ امر افسوس ناک ہے کہ یہ محقق نہیں معلوم ہو تا کہ کہاں تک اصل تفسیر ہے اور کہاں سے تکملہ شروع ہوا ہے۔ امام شہاب الدین الخفاجی نے شفائے قاضی عیاض کی شرح میں لکھا ہے کہ امام نے صرف سورۃ الانبیاء تک تفسیر لکھی تھی۔ لیکن یہ صحیح نہیں، سورۃ فتح تک امام صاحب کی تفسیر کا لکھا جانا یقینی ہے، اس سورۃ کی تفسیر کے خاتمہ میں لکھا ہے کہ 603ھ ان کی زندگی کا زمانہ ہے اس سورۃ کے بعد پھر کہیں اس قسم کی تصریح نہیں ملتی ، جس سے ثابت ہو تا ہے کہ یہیں سے تکملہ نگاروں کا سلسلہ شروع ہو تا ہے۔ غرض آٹھ جلدوں میں سات جلدیں خود امام کی تصنیف ہیں۔

مولانا تقی عثمانی صاحب تفسیر معارف القرآن کے مقدمہ[14] میں لکھتے ہیں "امام رازی نے سورۃ فتح تک تفسیر خود لکھی ہے اس کے بعد وہ اسے پورا نہ کر سکے چنانچہ سورۃ فتح سے آخر تک کا حصہ قاضی شہاب الدین الدمشقیؒ متوفی ۶۳۹ھ یا شیخ نجم الدین قمولی متوفی ۷۷۷ھ صحیح ۷۲۷ھ نے مکمل فرمایا"۔[15]

**علامہ غلام رسول سعیدیؒ کی تحقیق:**

برصغیر پاک و ہند کے معاصر علماء میں سے علامہ غلام رسول سعیدیؒ کو تفسیر و علوم تفسیر کی اشاعت میں سے حظ وافر نصیب ہوا۔ موصوف نے بھی زیر بحث موضوع پر اپنی کی تحقیق میں لکھا ہے کہ امام رازی نے ہی تفسیر کبیر کو مکمل کیا ہے۔

اپنی شہرہ آفاق تفسیر تبیان القرآن میں لکھتے ہیں "میں سورۃ الانبیاء کے بعد بھی مسلسل تفسیر کبیر کا مطالعہ کرتا رہا ہوں اور اس دوران مجھ پر یہ منکشف ہوا کہ تفیسر کبیر امام رازیؒ نے ہی مکمل فرمائی ہے۔ کیونکہ سورۃ الانبیاء کے بعد کی سورتوں میں بھی امام رازیؒ کا وہی انداز ہے اور جن چیزوں کی وہ پہلے تفسیر اور تحقیق کر چکے ہیں جب بعد کی آیتوں میں ان کا ذکر آئے تو فرماتے ہیں: ہم اس سے پہلے فلاں سورت میں اس کی تحقیق کر چکے ہیں، مثلا وہ یٰس: ۳۴ کی تفسیر میں لکھتے ہیں ہم پھلوں کی لذت اور نفع اندوزی سے متعلق سورۃ الانعام میں لکھ چکے ہیں۔[16]

الصّٰفٰت: ۷ کی تفسیر میں لکھتے ہیں: ہم مارد کی تفسیر التوبہ: ۱۰۱ میں لکھ چکے ہیں۔[17]

الصّٰفٰت: ۱۸ کی تفسیر میں لکھتے ہیں: ہم داخرون کی تفسیر النمل: ۴۸ کی تفسیر میں لکھ چکے ہیں۔[18]

اگر علامہ قمولیؒ نے الانبیاء کے بعد تفسیر کبیر لکھی ہوتی تو وہ اس طرح نہ لکھتے بلکہ لکھتے کہ امام اس کی تفسیر فلاں سورت میں لکھ چکے ہیں۔ ہم نے تین آیتوں کی مثالیں دی ہیں۔ ایسی اور بھی بہت مثالیں ہیں۔

دوسری بہت واضح دلیل یہ ہے کہ امام رازیؒ نے بعض سورتوں کے آخر میں وہ تاریخ بھی لکھی ہے جس تاریخ کو اس سورت کی تفسیر ختم ہوئی ہے۔ ہم امام رازیؒ کی لکھی ہوئی تمام اختتامی تاریخوں کو یہاں نقل کر رہے ہیں۔ سورۃ آل عمران کے آخر میں لکھتے ہیں: اللہ کے فضل اور احسان سے یکم ربیع الثانی ۵۹۵ھ روز جمعرات اس سورت کی تفسیر مکمل ہوگئی۔[19]

سورۃ النساء کے آخر میں لکھتے ہیں: ۱۲ جمادی الثانیہ ۵۹۵ھ بروز منگل اس سورت کی تفسیر سے فارغ ہوگیا۔[20]

سورۃ الانفال کے آخر میں لکھتے ہیں: للہ الحمد والشکر یکم رمضان بہ روز اتوار ۶۰۱ھ میں اس سورت کی تفسیر مکمل ہوگئی۔[21]

سورۃ التوبہ کے آخر میں لکھتے ہیں: ۱۴ رمضان ۶۰۱ھ بہ روز جمعہ میں اس کی تفسیر سے فارغ ہوگیا۔[22]

سورۃ یونس کے آخر میں لکھتے ہیں: اس سورت کی تفسیر سے رجب ۶۰۱ھ بہ روز ہفتہ فارغ ہوگیا تھا اور ان دِنوں اپنے نیک بیٹے محمد کی وفات سے بہت زیادہ غمزدہ ہوں اور قارئین سے اس کی مغفرت کی درخواست ہے۔[23]

سورۃ یوسف کے آخر میں لکھتے ہیں: میں سات شعبان ۶۰۱ھ بروز بدھ اس سورت کی تفسیر سے فارغ ہوگیا اور آج کل میں اپنے نیک بیٹے محمد کی وفات سے بہت غمگین ہوں اور اس کی مغفرت کی دعا کریں۔ اور جو میرے لئے یہ دعا کرے گا میں بھی دعا کروں گا۔ اور پھر حمد وصلوۃ پڑھی۔[24]

سورۃ رعد کے آخر میں لکھتے ہیں: آج ۱۸ شعبان ۶۰۱ھ بہ روز اتوار کو اس سورت کی تفسیر ختم ہوگئی، بیٹے کی وفات کا غم تازہ ہے۔ اس کی دعا کے لیئے درخواست کرتے ہیں۔[25]

سورۃ ابراہیم کے آخر میں فرماتے ہیں: اواخر شعبان ۶۰۱ھ بہ روز جمعہ اس سورت کی تفسیر ختم ہوگئی۔[26]

سورۃ الکہف کے آخر میں فرماتے ہیں: سترہ صفر ۶۰۲ھ بروز منگل شہر غزنین اس سورت کی تفسیر ختم ہوگئی۔[27]

الصفت کے آخر میں لکھتے ہیں: سترہ ذوالقعدہ ۶۰۳ھ بروز جمعہ بوقت چاشت اس سورت کی تفسیر ختم ہوگئی۔[28]

امام رازیؒ نے الزمر: ۷ کی تفسیر میں ایک سوال کے متعدد جواب ذکر کیے ہیں۔ ان کے تیسرے جواب میں لکھا ہے کہ یہ جواب میرے والد شیخ ضیاء الدین عمرؒ نے دیا ہے۔[29]

یہ عبارت اس بات پر واضح قرینہ ہے کہ سورۃ الانبیاء سے آگے بھی تفسیر امام رازیؒ ہی کی لکھی ہوئی ہے۔ نیز سورۃ زمر کے آخر میں امام رازیؒ نے لکھا ہے کہ اس کی تفسیر ذوالقعدہ ۶۰۳ھ میں مکمل ہوئی۔

وفیات الاعیان اور کشف الظنون وغیرھما میں لکھا ہوا ہے کہ امام رازیؒ نے سورۃ الانبیاء کی تفسیر لکھی ہے۔ الانبیاء کا نمبر ۲۱ اور الزمر کا نمبر ۳۹ ہے۔ گویا کہ الانبیاء کے بعد ۱۸ سورتوں کی تفسیر بھی امام رازیؒ نے لکھی ہے اور یہ سورت ۶۰۳ھ میں لکھی گئی ہے۔ اور ۶۰۶ھ میں امام رازیؒ کی وفات ہوئی ہے۔ گویا اس کے تین سال بعد تک امام رازیؒ تفسیر کبیر لکھتے رہے۔ اور آخری سورتوں کی تفسیر امام رازیؒ نے بہت سرعت کے ساتھ لکھی ہے۔ جیسا کہ بعد کی تاریخوں سے اندازہ ہوتا ہے۔

سورۃ ص کے آخر میں فرماتے ہیں: ۲ ذوالقعدہ ۶۰۳ھ بہ روز منگل اس سورت کی تفسیر ختم ہوگئی۔[30]

سورۃ الزمر کے آخر میں فرماتے ہیں: آخر ذوالقعدہ ۶۰۳ھ بہ روز منگل اس سورت کی تفسیر ختم ہوگئی۔[31]

سورۃ المومن کے آخر میں فرماتے ہیں: ۲ ذوالحجہ ۶۰۳ھ کو ظہر کے وقت اس سورت کی تفسیر ختم ہوگئی۔[32]

سورۃ حم سجدہ کے آخر میں فرماتے ہیں: ۴ ذوالحجہ ۶۰۳ھ کو ظہر کے وقت اس سورت کی تفسیر ختم ہوگئی۔[33]

سورۃ الشوریٰ کے آخر میں فرماتے ہیں: آخر ذوالحجہ ۶۰۳ھ بروز جمعہ اس سورت کی تفسیر ختم ہوگئی۔[34]

سورۃ الزخرف کے آخر میں فرماتے ہیں: ۱۱ ذوالحجہ ۶۰۳ھ بروز اتوار اس سورت کی تفسیر ختم ہوگئی۔[35]

غالباً ان دونوں سورتوں کی تفسیریں ساتھ ساتھ چل رہی تھیں اور سورۃ الدخان اور سورۃ الجاثیہ کی تفسیر بھی ساتھ ساتھ چل رہی تھی۔ سورۃ الدخان کے آخر میں لکھتے ہیں: بارہ ذوالحجہ ۶۰۳ھ بروز منگل اس سورت کی تفسیر ختم ہوگئی۔[36] سورۃ الجاثیہ کے آخر میں لکھتے ہیں: ۱۵ ذوالحجہ ۶۰۳ھ بہ روز جمعہ اس سورت کی تفسیر ختم ہوگئی۔[37] سورۃ الاحقاف کے آخر میں لکھتے ہیں: ۲۰ ذوالحجہ ۶۰۳ھ اس سورت کی تفسیر ختم ہوگئی۔[38]

سورۃ الفتح کے آخر میں لکھتے ہیں: ۱۷ ذوالحجہ ۶۰۳ھ بروز جمعرات کو اس سورت کی تفسیر ختم ہوگئی۔ [39]

گویا المومن سے الفتح تک تمام سورتوں کی تفسیر امام رازیؒ نے ذوالحجہ ۶۰۳ھ میں لکھی۔ اور یہ تفسیر کبیر کے کل ۱۳۷ صفحات ہیں اور عربی میں ایک ماہ میں ۱۳۷ صفحات لکھ لینا بعید نہیں ہے۔ اردو میں مشکل ہوتا ہے کیونکہ اس میں ترجمہ کرنا ہوتا ہے۔ اور ۱۲۰ صفحات کے لگ بھگ تو میں نے ایک ماہ میں لکھے ہیں۔ سورۃ الفتح کے بعد امام رازیؒ نے کسی سورت کے خاتمہ کی تاریخ نہیں لکھی ہے۔ الفتح کا نمبر ۴۸ ہے اور اس کے بعد ساڑھے چار

پاروں کی تفسیر باقی ہے۔ اور امام رازیؒ کی وفات ۶۰۶ھ میں ہے۔ اور اس کے بعد وہ مزید تین سال زندہ رہے۔ تو کوئی وجہ نہیں کہ پوری تفسیر ان ہی کی لکھی ہوئی نہ ہو۔ لہذا صحیح یہی ہے کہ پوری تفسیر کبیر امام رازیؒ ہی کی لکھی ہوئی ہے۔ اور ابن خلکانؒ، حاجی خلیفہؒ اور حافظ ابن حجرؒ عسقلانی نے جو لکھا وہ صحیح نہیں ہے۔ عمر رضا کحالہ کی بھی یہی تحقیق ہے۔ کہ تفسیر کبیر امام رازیؒ کی تصنیف ہے۔ [40]

اگر تفسیر کبیر علامہ قمولیؒ نے مکمل کی ہوتی تو وہ اپنے تکملہ کے دوران کہیں تو امام رازیؒ کا نام لیتے اور بتاتے کہ یہ امام رازیؒ کا اسلوب ہے اور یہ میرا طریقہ ہے۔ نیز سورۃ المجادلہ کا نمبر ۵۸ ہے اور یہ قرآن مجید کی آخری سورتوں میں ہے۔ اس کی آیت: ﴿وَالَّذِينَ أُوتُوا الْعِلْمَ دَرَجَاتٍ﴾

المجادلہ: ۱۱ کی تفسیر میں لکھتے ہیں: جان لو کہ ہم نے ﴿وَعَلَّمَ آدَمَ الْأَسْمَاءَ كُلَّهَا﴾ کی تفسیر میں علم کی فضیلت پر بہت تفصیل سے لکھا ہے۔ تو آفتاب سے زیادہ روشن ہو گیا کہ تفسیر کبیر امام رازی ہی کی لکھی ہوئی ہے۔

اور امام رازیؒ ﴿فَاعْتَبِرُوا يَا أُولِي الأَبْصَارِ﴾ الحشر: ۲ کی تفسیر میں لکھتے ہیں: ہم نے اپنی کتاب المحصول من اصول الفقہ میں اس آیت سے یہ استدلال کیا ہے کہ قیاس حجت ہے اس تقریر کا یہاں ذکر نہیں کریں گے۔ [41]

اس عبارت سے مزید واضح ہو گیا کہ تفسیر کبیر مکمل امام رازیؒ ہی کی لکھی ہوئی ہے۔ [42]

امام رازیؒ آیت کریمۃ ﴿وَكُنَّا نُكَذِّبُ بِيَوْمِ الدِّينِ﴾ المدثر: ۴۶ کی تفسیر میں فرماتے ہیں۔ ہمارے اصحاب نے اس آیت سے اس پر استدلال کیا ہے کہ کفار کو احکام شرعیہ پر عمل نہ کرنے کی وجہ سے عذاب دیا جائے گا۔ اس کی مکمل بحث ہم نے اپنی کتاب المحصول من اصول الفقہ میں کی ہے۔

علامہ سعیدیؒ لکھتے ہیں "کہ میں کہتا ہوں کہ سورۃ المدثر انتیسویں پارہ کی آخری چار سورتوں میں سے ہے۔ اور یہاں تک کی تفسیر امام رازیؒ ہی کی ہوئی ہے۔ جیسا کہ اس قول سے ظاہر ہوتا ہے کہ کفار احکام فرعیہ کے مکلف ہیں اور اس کی تحقیق ہم نے اپنی کتاب المحصول میں کی ہے۔ [43]

امام رازیؒ نے سورۃ التکویر میں جبرائیل امین علیہ السلام کی چھ صفات ذکر کی ہیں۔ سعیدیؒ صاحب رقمطراز ہیں کہ امام رازی نے یہی تقریر البقرۃ: ۳۰ کی تفسیر میں بھی کی ہے۔

اس سے معلوم ہوا کہ پوری تفسیر کبیر امام رازیؒ ہی کی لکھی ہوئی ہے۔ اور علامہ ابن خلکانؒ متوفی ۶۸۱ھ علامہ شمس الدین ذھبیؒ متوفی ۷۴۸ھ، حاجی خلیفہؒ اور حافظ ابن حجرؒ عسقلانی متوفی ۸۵۲ھ نے جو یہ لکھا ہے کہ امام

رازی تفسیر کبیر کو مکمل نہیں کر سکے یہ خلاف تحقیق ہے۔ دراصل ان علمائے کرام نے پوری تفسیر کبیر کا مطالعہ نہیں فرمایا ورنہ یہ حضرات یہ بات نہ کہتے کہ امام رازیؒ کی وفات کے بعد تفسیر کبیر کو علامہ احمد قمولیؒ متوفی ۷۲۸ھ نے مکمل کیا۔ اللہ تعالیٰ ان سب حضرات کی مغفرت فرمائے اور ان پر رحم فرمائے۔ انہوں نے انجانے میں امام رازیؒ کے کمالات علامہ قمولیؒ سے منسوب کر دیئے۔[44]

امام رازیؒ سورۃ البینۃ میں مومنین صالحین پر فرشتوں کی فضیلت کے متعلق تفصیلی دلائل ذکر کرنے کے بعد فرماتے ہیں۔ اس عنوان پر مفصل گفتگو سورۃ البقرۃ میں گزر چکی ہے۔[45]

علامہ سعیدیؒ، امام رازیؒ کے تفصیلی جواب دینے کے بعد فرماتے ہیں۔ امام رازیؒ نے چونکہ اس سورت میں سورۃ البقرۃ کا حوالہ دیا ہے۔ اس سے معلوم ہوا کہ اس آخری پارہ کی تفسیر بھی امام رازیؒ ہی کی لکھی ہوئی ہے۔ بعض علماء نے بغیر تحقیق کے لکھ دیا ہے کہ امام رازیؒ نے تفسیر کبیر کو مکمل نہیں کیا۔ یہ صحیح نہیں ہے۔ پوری تفسیر امام رازی ہی کی لکھی ہوئی ہے۔[46]

علامہ سعیدی لکھتے ہیں، خود راقم الحروف نے امام رازی کی تفسیر سے بہت زیادہ استفادہ کیا ہے۔ میں نے تقریبا پوری تفسیر کبیر کا مطالعہ کیا ہے۔ اور تفسیر کبیر کو سامنے رکھ کر تبیان القرآن کو لکھا ہے۔ میں سمجھتا ہوں کہ بحمدہ وتعالیٰ جتنا میں نے تفسیر کبیر کو پڑھا ہے۔ اتنا اسے کسی نے نہیں پڑھا ہو گا۔ یہی وجہ ہے کہ بہت سے علماء نے لکھ دیا ہے کہ امام رازیؒ نے پوری تفسیر کبیر نہیں لکھی ان میں علامہ ابن خلکانؒ، علامہ ذھبیؒ، تاج الدین سبکیؒ، حافظ عسقلانیؒ، حاجی خلیفہؒ ایسے محقق علماء شامل ہیں۔ جبکہ میں نے باقاعدہ تفسیر کبیر کے حوالہ جات سے واضح کیا ہے کہ پوری تفسیر حضرت امام رازیؒ قدس سرہ کی لکھی ہوئی ہے۔[47]

امام رازیؒ سورۃ الاخلاص میں مطالب کی اقسام بیان کرنے کے بعد فرماتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ کی توحید پر ہم درج ذیل آیات کی تفسیر میں مفصل دلائل پیش کر چکے ہیں۔﴿لَوْ كَانَ فِيهِمَا آلِهَةٌ إِلَّا اللَّهُ لَفَسَدَتَا﴾[48]

علامہ سعیدیؒ لکھتے ہیں: امام رازیؒ کی اس عبارت میں صاف تصریح ہے کہ پوری تفسیر کبیر امام رازیؒ ہی کی لکھی ہوئی ہے تب ہی تو انہوں نے سورۃ الاخلاص کی تفسیر میں سورۃ الانبیاء کا حوالہ دیا ہے۔

علامہ ابن خلکانؒ، حافظ عسقلانیؒ اور حاجی خلیفہؒ کا یہ لکھنا صحیح نہیں ہے کہ پوری تفسیر امام رازیؒ کی لکھی ہوئی نہیں بلکہ علامہ احمد قمولیؒ متوفی ۷۲۷ھ نے مکمل کیا ہے۔ دراصل ان علماء نے پوری تفسیر کبیر پڑھی ہی نہیں ہے۔[49]

امام رازیؒ سورۃ الفلق میں رسول اللہ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم پر جادو کا اثر ہونے کی بحث میں فرماتے ہیں۔
ہم سورۃ البقرۃ میں اس مسئلہ پر مکمل بحث کر چکے ہیں۔ علامہ سعیدیؒ لکھتے ہیں: امام رازیؒ نے یہاں سورۃ الفلق کی تفسیر میں سورۃ البقرۃ کا حوالہ دیا ہے۔ اس سے معلوم ہوا کہ یہ پوری تفسیر امام رازیؒ کی لکھی ہوئی ہے۔ اور یہ کہنا صحیح نہیں کہ یہ پوری تفسیر امام رازیؒ کی نہیں ہے۔ اور علامہ قمولیؒ نے اس کو مکمل کیا ہے۔ جیسا کہ ہم بہت جگہ پر اس پر تنبیہ کر چکے ہیں۔[50] امام فخر الدین محمد بن عمر رازیؒ سورۃ الناس کی تفسیر میں فرماتے ہیں۔ الوسواس کی تحقیق ہم نے الاعراف: ۲۰ میں بیان کر دی ہے۔[51]

علامہ غلام رسول سعیدیؒ اس کو نقل کرنے کے بعد لکھتے ہیں: امام رازیؒ کی اس عبارت میں یہ واضح تصریح ہے کہ سورۃ الناس تک تفسیر ان ہی کی لکھی ہوئی ہے۔ میں ان بڑے بڑے علماء پر حیران ہوتا ہوں جنہوں نے یہ کہا کہ امام رازیؒ اپنی تفسیر کو مکمل نہ کر سکے تھے۔[52]

**سعیدیؒ صاحب کی رائے پر تبصرہ:**

سعیدیؒ صاحب نے تفسیر تبیان القرآن میں تفسیر کبیر کے بارے میں اپنی تحقیق مفصل تحریر کی ہے کہ تفسیر کبیر کو امام فخر الدین الرازیؒ نے ہی مکمل تصنیف فرمایا ہے۔ اور علامہ سعیدیؒ کا کہنا ہے کہ "عمر کحالہ کی بھی یہی تحقیق ہے کہ تفسیر کبیر امام رازیؒ کی تصنیف ہے۔[53] اگر تفسیر کبیر علامہ قمولیؒ نے مکمل کی ہوتی تو وہ اپنے تکملہ کے دوران کہیں تو امام رازیؒ کا نام لیتے اور بتاتے کہ یہ امام رازیؒ کا اسلوب ہے اور یہ میرا طریقہ ہے۔[54]

جبکہ علامہ رضا کحالہ علامہ قمولیؒ کے تعارف میں لکھتے ہیں۔ "من تصانیفه -----وتكملة تفسير ابن الخطيب" آپ کی تصانیف میں تکملہ تفسیر امام رازی بھی ہیں۔[55] اس سے معلوم ہوا کہ عمر رضا کحالہ کی تحقیق یہ ہے کہ تفسیر کبیر کو امام رازیؒ کے بعد علامہ قمولیؒ نے مکمل کیا ہے۔ اگر عمر رضا کحالہ کی تحقیق یہ ہوتی کہ تفسیر کبیر کو امام رازیؒ نے ہی مکمل تصنیف فرمایا ہے تو آپ علامہ قمولیؒ کے تعارف میں تکملہ تفسیر امام رازیؒ کا ذکر نہ فرماتے۔ اور علامہ قمولیؒ نے اپنے تکملہ میں امام فخر الدین الرازیؒ کا بھی ذکر کیا ہے اور ان کا اسلوب بھی بیان فرمایا ہے۔ اس کی چند مثالیں درج ذیل ہیں۔ ۱۔ سورۃ القمر کی آیت نمبر ۵۰ کی تفسیر میں فرماتے ہیں ۔"سادسها: ماقاله فخر الدين الرازى فى... طوعا او كرها---الخ"[56] ۲۔ سورۃ الواقعہ کی آیت نمبر ۲۴ کی تفسیر میں ایک مقام پر فرماتے ہیں: "فقوله:ليس كمثله .......... اصبت منه احصيها"[57]

۳ ۔ اور اسی صفحہ پر اس کے بعد فرماتے ہیں۔ "المسالة الأولى: أصولية ذ كرها الإمام فخر الدين رحمه الله في مواضع كثيرة ...... فيه وهو ما ذكروه" [58]

مذکورہ بالا امثلہ سے یہ بات واضح ہوتی ہے کہ امام رازیؒ تفسیر کبیر کو مکمل نہیں کر پائے تھے کہ آپ کا وصال ہو گیا اور آپ کے تلامذہ میں سے علامہ قمولیؒ نے باقی اجزاء کی تفسیر اسی نہج پر کی اور تفسیر کبیر کو مکمل کیا۔

امام رازیؒ نے تفسیر کبیر میں بعض سورتوں کے اختتام پر جو تواریخ رقم فرمائی ہیں ان میں بعض محل نظر ہیں۔ جیسا کہ سورۃ الزخرف کے آخر میں فرماتے ہیں۔ ۱۱ذوالحجہ ۶۰۳ھ بروز اتوار اس سورت کی تفسیر ختم ہو گئی۔ [59]

اور سورہ الدخان کے آخر میں لکھتے ہیں: بارہ ذوالحجہ ۶۰۳ھ بروز منگل اس سورت کی تفسیر ختم ہو گئی۔ [60]

جبکہ یہ تاریخ صحیح نہیں ہے۔ کیونکہ امام رازیؒ سورہ المؤمن کے آخر میں فرماتے ہیں: ۰۲ ذوالحجہ کو اتوار کا دن بنتاہے جبکہ امام رازیؒ نے سورہ الزخرف کے آخر میں ۱۱ ذوالحجہ بروز اتوار اور سورۃ الدخان کے آخر میں بارہ ذوالحجہ ۶۰۳ھ کو بروز منگل تحریر فرمایاہے۔ جو کہ تحریر کے اعتبار سے صحیح نہیں ہے۔

اور اسی طرح امام صاحب سورۃ الاحقاف کے آخر میں لکھتے ہیں: ۲۰ ذوالحجہ ۶۰۳ھ بروز بدھ اس سورت کی تفسیر ختم ہو گئی۔ [61] اور یہ بات صحیح ہے کہ ۲۰ ذوالحجہ بدھ کے دن ہی بنتاہے۔ لیکن سورۃ الفتح کے آخر میں لکھتے ہیں :۱۷ذوالحجہ ، ۶۰۳ھ بروز جمعرات کو اس سورت کی تفسیر ختم ہو گئی۔ [62] جبکہ یہ کسی طرح بھی صحیح نہیں ہے۔ کیونکہ اس سال ۱۷ذوالحجہ کو جمعرات کا دن ہونا قرین قیاس نہیں ہے۔ بلکہ ۱۷ تاریخ کو اس سال اتوار کا دن تھا۔

اکثر مؤرخین نے اس کا ذکر کیاہے اور اس کے حجم اور اتمام میں ان کی آراء مختلف ہیں قفطی کا قول ہے کہ اس کی 12 جلدیں ہیں اس کا نام مفاتیح الغیب رکھا اور ابن اصبیعہؒ کا بھی یہی قول ہے [63] امام رازیؒ کا اس کتاب کی تالیف میں عمل مختلف مراحل پر تقسیم ہے اور اس کا ایک بڑا حصہ آپ نے ہرات منتقل ہونے سے قبل مکمل کر لیا تھا اور اور اس کتاب کی تالیف کا عرصہ تقریباً آٹھ سال ہے 595ھ – 603ھ یعنی آپ اپنی وفات سے تقریباً تین سال پہلے اس کتاب کی تالیف و تکمیل سے فارغ ہوئے۔ "لن نخوض كثيرا في صحة الكلام حول ما إذا كان الإمام قد أكمل تفسيره أم لا ..... محدد واحد " [64] ہم اس بات میں زیادہ نہیں پڑتے کہ اس کتاب کو امام موصوف نے مکمل کیا یا نہیں اور یہ کہ آپ کے بعض تلامذہ نے اسے مکمل کیا بلکہ اہم بات یہ ہے کہ سب لوگ اس بات پر متفق ہیں کہ کتاب کے اندر فکری نسق اور اسلوب یکساں ہے"۔

اس بات پر سب متفق ہیں کہ امام صاحب کی ایک تصنیف کا نام "التفسیر الکبیر" ہے۔ اس کے بعد آراء مختلف ہیں ، بعض یہ اشارہ دیتے ہیں کہ آپ نے اسے مکمل کیا اور بعض دوسرے مصادر میں یہ صراحت ہے کہ آپ نے مکمل نہیں کیا۔

ڈاکٹر علی العماری کا میلان اس رائے کی طرف ہے کہ امام رازی نے اس تفسیر کو خود مکمل کیا اور سوائے سورۃ الواقعۃ کے بقیہ ساری تفسیر آپ ہی کی تصنیف ہے"[65] اور ڈاکٹر محمد القاسم[66]، ڈاکٹر محمد الزرکان[67]، اور ڈاکٹر محسن عبد الحمید[68] اور ڈاکٹر محمد ھنادی میں سے ہر ایک کا یہ موقف ہے کہ امام رازی نے ہی اس تفسیر کو مکمل کیا اور تفسیر مفاتیح الغیب کا سورۃ الفاتحہ سے سورۃ الناس تک خاص اعتبار ہے۔[69]

ایک اور انوکھی رائے جو کہ عبد اللہ بن مقبل بن ظافر القرنی کی ہے وہ بھی انتہائی قابل اعتناء ہے اگرچہ اسے بھی حتمی رائے قرار نہیں دیا جاسکتا ملاحظہ ہو:

"اور جو بات اس مسئلے کے نزاع کو ختم کرنے کا سبب بن سکتی ہے اور اس اشکال کو حل کر سکتی ہے وہ خطی نسخوں کو ملانا اور موازنہ کرنے کے ذریعے ہی ہو سکتا ہے۔ اور جن لوگوں کا کہنا ہے کہ تفسیر کبیر کو امام رازی نے مکمل نہیں کیا بلکہ اسے امام خویی نے مکمل کیا ہے وہ امام رازی کی تفسیر کا وہ مخطوطہ ہے جو جامعہ امام محمد بن سعود کی لائبریری میں موجود ہے اور اس کی اصل تشتر بیتی کی لائبریری میں بھی 1465 نمبر پر موجود ہے اور یہ وہ نسخہ ہے جو دقیق خط کے ساتھ قلم سے لکھا ہوا ہے اسے حسن بن حسین ابن عمار القراحصاری الصاحبی نے 885ھ میں لکھا۔ جس کے ابتدائی صفحات خراب ہیں اور حاشیہ میں تصحیحات موجود ہیں اور اس پر روشنائی پھیلی ہوئی ہے اور اس کے ساتھ ساتھ رطوبت کے نشانات بھی ہیں۔ اور سورہ یٰس کی تفسیر کے بعد لکھا ہے "سورہ العنکبوت کے اول حصہ کی تفسیر سے لے کر یہاں تک قاضی شمس الدین الخوئی کی تفسیر ہے۔ پھر امام رازی کے اسلوب پر غور کرنے والا دیکھتا ہے کہ سورہ العنکبوت سے سورہ یس کے مابین جو اسلوب ہے وہ امام رازی کے اسلوب سے مختلف اور مخالف ہے جس سے اس بات کو تقویت ملتی ہے جو کہ مذکورہ مخطوط میں درج ہے کہ یہ شمس الدین الخویی کی تفسیر ہے اور رہی بات امام قمولی کی تو اس پر بھی حتمی رائے قلمی نسخے پر غور کے بغیر ممکن نہیں۔[70]

جس گروہ کا موقف تکمیل تفسیر امام رازی کا ہے ان میں انفال بنت یحییٰ بھی ہیں۔ محترمہ رقم طراز ہیں کہ "یہ قضیہ تو محل نظر ہے ہی نہیں کہ تفسیر کبیر امام رازی کی تصنیف ہے یا نہیں۔ جس کی تصریح کتاب پر امام صاحب کا نام، اور تفسیر کے علاوہ دیگر کتب میں یہ تصریحات کہ ہم نے اس مسئلہ کو تفسیر کبیر میں ذکر کر دیا ہے۔

رہی بات تکملہ کی تو اس بارے میں لکھتی ہیں:

" وقد اختلف العلماء في مسألة نسبة التفسير الكبير كله إلى الرازي .... إلى آخره هو من تاليف الرازي " [71]"مکمل تفسیر کبیر کو امام رازی کی طرف منسوب کرنے میں علماء کا اختلاف ہے۔ اور جو شخص تفسیر کبیر پڑھتا ہے وہ اس کے منہج و اسلوب میں کوئی اختلاف نہیں پاتا بلکہ اول تا آخر کتاب ایک ہی طریقہ اور ایک ہی سمت چلتی ہے اور اس کتاب میں غور کرنے والے کو یہ یقین ہو جاتا ہے کہ یہ اول تا آخر امام رازی کی تصنیف ہے"۔

تفسیر کبیر کے مکمل طور پر امام رازی کی تالیف ہونے کے حامیوں میں سے سب سے واضح اور سخت موقف ڈاکٹر طہٰ جابر علوانی نے اختیار کیا موصوف کی اس بارے میں طویل گفتگو ہے ہم صرف اہم نکات ذکر کریں گے۔

ڈاکٹر علوانی نے متقدمین کو پانچ مختلف گروہوں میں تقسیم کیا ہے اور ان کی رائے کی سمت کا بھی تعین کیا ہے۔

1- وہ لوگ جنہوں نے تفسیر کبیر کی امام رازی کی طرف نسبت کا تذکرہ کیا ہے اور اس کے تکملہ یا عدم تکمیل کے حوالے سے کچھ ذکر نہیں کیا جیسے امام سبکی، ابن قاضی شھبہ، امام ذھبی، وغیرہ

2- دوسرا گروہ ان لوگوں کا ہے جنہوں نے اسلوب کے لحاظ سے مکمل تفسیر امام رازیؒ کی تالیف ہونے کی طرف ہی اشارہ کیا ہے۔ جیسے علامہ قفطی[72] اور ابن ابی اصیبعۃ[73]

3- اور تیسرے گروہ کا موقف یہ ہے کہ یہ تصنیف مکمل امام رازی کی نہیں لیکن اس گروہ نے یہ واضح نہیں کیا کہ کون سا حصہ امام رازی کی تالیف ہے اور کون سا ان کے شاگردوں کا تصنیف کردہ ہے۔

4- اور چوتھے گروہ کا موقف بھی تیسرے گروہ کے ساتھ ہی ہے.

5- پانچواں گروہ وہ ہے جو اس بات کا قائل ہے کہ تفسیر کبیر مکمل طور پر امام رازی کی تصنیف کردہ ہے۔ اس گروہ میں صرف امام صفدی ہیں۔ اور معاصرین علماء کے تین گروہ بیان کیے ہیں: پہلا گروہ وہ ہے جس نے تفسیر کبیر کے مکمل امام رازی کی تصنیف ہونے کی نفی کی ہے۔ اور یہ خیال کیا ہے کہ یہ ان کے کسی شاگرد کی تالیف ہے—

بطور دلیل سورۃ الواقعہ کی عبارت ذکر کی ہے۔ جو کہ مکتبہ البھیہ المصریہ "کے محقق کی تعلیق "هذه العبارة تشعر و تؤكد ان الكتاب لمؤلف آخر غير فخر الدين الرازى و انما هو لاحد تلامذته "[74]ڈاکٹر علوانی اس تعلیق کردہ موقف پر سخت الفاظ سے مؤاخذہ اور تنفیذ کرتے ہوئے لکھتے ہیں:"ولو لا اغترار بعض الكتاب المحدثين بهذا القول الساقط المتهافت و ادراجهم له ضمن ما نقلوا من أقوال "کہ اگر بعض نئے لکھاری اس قول تعلیق کے دھوکے میں نہ آتے جو کہ ساقط اور قول ہے اور اسے منقول اقول کے ضمن میں درج نہ کرتے۔ بلکہ محقق کتاب پر علوانی نے انتہائی سخت گرفت کرتے ہوئے اس بہت بڑا بہتان اور جھوٹ قرار دیاہے اور کہا کہ کیا اس ایک عبارت کے علاوہ پوری کتاب کافی نہ تھی جو دلائل سے بھری پڑی ہے اور اندازبیان خود بول بول کر بتارہاہے کہ تفسیر کبیر امام رازی کے رشحات قلم سے ہی ہے۔

مزید لکھتے ہیں کہ "اس قول کو تفسیر کبیر کی مکمل طور پر امام رازی کی طرف نسبت کی نفی کی بنیاد بنانا جہالت کی قبیح ترین نوع ہے۔اور غباوت و افترا کی انتہائی بری صورت ہے۔ اور یہ ایسی بات ہے جو پہلے کسی نے کہی نہ بعد میں کوئی کہے گا"۔" فذلك أقبح أنواع الجهل و أشنع أنواع الغباء أو الافتراء و هو قول لم يسبق إليه ولن يتابع عليه "اور ابن عاشور اور ان کے مابعد ڈاکٹر عبدالمحسن الحمید نے بھی گزشتہ اقول متقدمین و متاخرین کی آراء کے نتیجہ کے طور پر عمدہ رائے قائم کی ہے۔ کہ اگر تمام لوگ میری طرح کتاب کو مکمل پڑھتے تو وہ بھی اسی نتیجہ پر پہنچتے جس پر میں پہنچاہوں کہ عدم اکمال کے قائلین سب غلطی پر ہیں"۔اور یہ کہ مفاتیح الغیب سورۃ فاتحہ سے والناس کے آخر تک امام رازی کی تصنیف ہے۔ کسی دوسرے کی نہیں ۔ جہاں تک ان عبارات کا تعلق ہے جن کی طرف عدم اکمال کے قائلین گئے ہیں وہ اس بات پر دلالت کرتے ہیں کہ اصل متن امام رازی کا ہے اوہ یہ کچھ تعلیقات امام صاحب کے شاگردوں کی طرف سے ہیں جو کتاب کی کتابت کے وقت حاشیہ سے متن میں لکھ دی گئیں۔ رہی تفسیر کبیر میں منقول عبارت " فأخبرني الشيخ الورع الحافظ الأستاذ عبدالرحمن......أصحابه " أتعجز عن أن تأتي وقت النوم بألف حسنة "[75] معاصر محققین میں سے ڈاکٹر طٰہ کی رائے اور بحث زیادہ مستحکم و پائیدار معلوم ہوتی ہے اور ڈاکٹر العماری اور محسن عبد الحمید وغیرہ اقوال کو مجملاً ذکر کر کے بغیر بحث و تنفیذ کے نہیں چھوڑا کیونکہ انہوں نے بھی شیخ معلمی کی طرح سورۃ الانبیاء تک امام رازی کی تفسیر قرار دیاہے اور بقیہ قمولی اور خوئی کا تکملہ۔[76] ڈاکٹر العربی نے ابن عاشور اور

صفدی کے حوالے سے یہی نتیجہ ذکر کیا" هي الأدنى إلى الحق فمن الواضح أن الأسلوب والطريقة في معالجة الآيات واحدة في الكتاب كله "[77] کہ یہ بات زیادہ قریب اور واضح ہے کہ آیات کی تفسیر میں ساری کتاب میں اسلوب اور طریقہ یکساں ہے۔ لیکن شاید ڈاکٹر العربی نے اس موضوع کو زیادہ طوالت دینا اور دلائل کے ساتھ شبہات کو ختم کرنے کو مناسب نہیں سمجھا اور اختصار سے اس موضع کو ختم کر دیا۔

**نتیجہ بحث:**

اس طویل اور تفصیلی بحث کے بعد ہم اس نتیجہ پر پہنچتے ہیں کہ تفسیر کبیر مکمل طور پر امام رازی ہی کی تصنیف ہے ۔ماسوائے ان حواشی یا تعلیقات کے جن کو اصل متن میں درج کر دیا گیا۔ کیونکہ اسلوب، منہج اور کتاب بزبان خود یہ واضح کر رہی ہیں کہ یہ مختلف مصنفین کی آراء وافکار کا مجموعہ نہیں ہو سکتا۔

حواشی

[1] :ابن خلکان، وفیات الاعیان وانباء الزمان، 4/249، طبع منشورات الرضی)(روضات الجنات فی احوال العلماء والسادات، 8/30

[2] :ابن الداوٗدی طبقات المفسرین، ج4، ص416، ط۔ مکتبہ وھبیہ، القاہرہ مصر

[3] :شذرات الذھب فی اخبار من ذھب، ج5، ص21، طبع دار المیسرۃ، بیروت لبنان

[4] : حاجی خلیفہ، کشف الظنون عن اسامی الکتب والفنون، ج2، ص1756، طبع دار الفکر بیروت لبنان

[5] : معجم المطبوعات العربیۃ والمعربۃ، ج1، ص917، ط۔ مطبعۃ سرکیس، مصر

[6] :انظر ابن اصیبعۃ، عیون الانباء فی طبقات الاطباء، ج2، ص171، دار مکتبۃ الحیاۃ، بیروت، ط:1965

[7] : گولڈ زہیر، مذاھب التفسیر الاسلامی، ص:146، طبع دار اقراء

[8] : تاج الدین السبکی، طبقات الشافعیہ الکبری، ج9، ص:31، ط۔ مطبعۃ عیسی البابی الحلبی مصر

[9] : حافظ ابن حجر، الدرر الکامنہ فی اعیان المائۃ الثامنۃ، ج1، ص:325، طبع، دار الکتب الحدیثیۃ القاھرۃ، مصر

[10] : شذرات الذھب فی اخبار من ذھب، ج6، ص:76، طبع دار المیسرۃ بیروت لبنان

[11] :الزرکلی، خیر الدین، الاعلام، ج1، ص:414، دار العلم للملایین، بیروت، لبنان

[12] :عمر رضا کحالہ، معجم المؤلفین، 2/161، دار احیاء التراث العربی، بیروت لبنان

[13] : سرکیس، یوسف ایلیان، معجم المطبوعات العربیۃ والمعربۃ، 4/1546

[14] : تقی عثمانی، علوم القرآن اور اصول تفسیر، ص:۵۰۴، مکتبہ دار العلوم کراچی نمبر ۱۴

[15] :مفتی محمد شفیع عثمانی، معارف القرآن مقدمہ، 1/57، ادارۃ المعارف، کراچی، ۱۴۱۴ھ

[16] : تفسیر کبیر، 9/ 273، دار الاحیاء التراث العربی، بیروت، ۱۴۱۵ھ

[17] : تفسیر کبیر 9/318

[18] : تفسیر کبیر 9/325

[19] : تفسیر کبیر 3/474

[20] : تفسیر کبیر 4/275

[21] : تفسیر کبیر 5/520

[22] : تفسیر کبیر 6/180

[23] : تفسیر کبیر 6/311

[24] : تفسیر کبیر 6/523

[25] : تفسیر کبیر 7/55

[26] : تفسیر کبیر 7/115

[27] : تفسیر کبیر 7/504

[28] : تفسیر کبیر 9/364

[29] : تفسیر کبیر 9/426

[30] : تفسیر کبیر 9/418

[31] : تفسیر کبیر 9/650

[32] : تفسیر کبیر 9/574

[33] : تفسیر کبیر 9/574

[34] : تفسیر کبیر 9/516

[35] : تفسیر کبیر 9/650

[36] : تفسیر کبیر 0/667

[37] : تفسیر کبیر 9/683

[38] : تفسیر کبیر 10/31

[39] : تفسیر کبیر 10/90

[40] : عمر رضا کحالہ، معجم المؤلفین، 11/79، ط۔ دارالاحیاء التراث العربی بیروت، لبنان

[41] : تفسیر کبیر، 10/503،

[42] : تبیان القرآن، 10/32-34 فرید بک سٹال اردو بازار لاہور، الطبع الاول: اگست ۲۰۰۵ء

[43] : تبیان القرآن، 12/389

[44] : تبیان القرآن، 12/594-95

[45] : تفسیر کبیر، 11/249

[46] : تبیان القرآن، 12/916

[47] : تبیان القرآن، 12/919

[48] : الانبیاء/22، تفسیر کبیر، 11/359

[49] : تبیان القرآن، 12/1036

[50] : تبیان القرآن، ج12/1049

[51] : تفسیر کبیر، 11/377،

[52] : تبیان القرآن، 12/1055

[53] : معجم المؤلفین، 11/79

[54] : تبیان القرآن، 10/34

[55] : عمر رضا کحالہ، معجم المؤلفین، 2/161

[56] : تفسیر کبیر، 29/77

[57] : تفسیر کبیر، 10/398

[58] : تفسیر کبیر، 10/398

[59] : تفسیر کبیر، 9/650

[60] : تفسیر کبیر، 9/667

[61] : تفسیر کبیر، 10/31

[62] : تفسیر کبیر، 10/90

[63] : الرشید قوقام، التفکیر الفلسفی لدی فخر الدین الرازی، ص:111 – 112، جامعۃ الجزائر

[64] : دغیم، ڈاکٹر سمیح موسوعۃ مصطلحات الامام فخر الدین الرازی، ص:21، مکتبۃ ناشرون لبنان، بیروت لبنان، ط:2001

[65] : الدکتور علی العماری، الرازی و آثارہ، ص: 161-187۔طبعہ قاہرہ

[66] : ڈاکٹر، محمد احمد یوسف محمد القاسم، الاعجاز البیانی، ص:46، دار المطبوعات الدولیہ، ط:1339ھ

[67] : ڈاکٹر محمد الزرکان، فخر الدین الرازی و آراوٴہ الکلامیۃ، ص:65-66، دار الفکر، بیروت، لبنان

[68] : ڈاکٹر محسن عبد الحمید، الرازی مفسراً، ص:52 -63، دار الحریۃ، بغداد، 1394ھ

[69] : ڈاکٹر محمد ھنادی، الرازی و آراوٴہ النحویۃ والصرفیۃ، ص:40 – 41 مقالہ برائے پی ایچ ڈی جامعۃ ام القریٰ

[70] : عبداللہ بن مقبل بن ظافر القرنی، المناسبات فی القرآن الکریم، دراسۃ تطبیقیۃ فی سورۃ الفاتحۃ، البقرۃ من تفسیر الفخر الرازی، ص:162- 163، جامعہ ام القری، کلیۃ اصول الدین،

[71] : انفال بنت یحییٰ، موقف الرازی من القضاء والقدر فی التفسیر الکبیر، ص:27 – 29 (یہ کتاب موصوفہ کا ایم-فل کا مقالہ ہے) جامعہ ام القری، کلیۃ اصول الدین

[72] : اخبار الحکماء، ص:191

[73] : عیون الانباء، 2/29

[74] : مفاتیح الغیب، 29/ 155۔

[75] : تفسیر کبیر، 6/473۔

[76] : الرازی مفسراً، ص73 اور 81۔

[77] : المنطلقات الفکریۃ عند الإمام الفخر الرازي ص86، دار الفکر البناني بیروت 1992 طبعۃ اولی